# تحریکِ آزادی میں جمعیۃ علماء ہند کا کردار

نومبر ۱۹۱۹ء میں خلافت کانفرنس کے موقع پر انقلابی علماء کرام نے ''جمعیۃ علماء ہند'' کے نام سے باضابطہ دستوری جماعت کی تشکیل کی، جس کے پہلے صدر مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ (م۱۹۵۲ء) منتخب ہوئے۔ اس تنظیم کا قیام علماء کرام کی انقلابی تحریک کا فیصلہ کن موڑ تھا۔ مسلح انقلاب کی راہ ترک کر کے عدم تشدد اور اہنسا کا راستہ اختیار کیا گیا۔ اس طریقہ کار کی بدولت ملک کی آزادی کا حصول ممکن ہوا۔

۲۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں ''جمعیۃ علماء ہند'' کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ مشہور عالم مولانا عبدالباری فرنگی محلی (م۱۹۲۶ء) نے صدارت کی۔ اجلاس میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اوران کے رفقاء اور مولانا ابوالکلام آزاد کو رہا نہ کیے جانے پر اضطراب اور بے چینی کا اظہار کیا گیا۔

۸؍جون ۱۹۲۰ء کو شیخ الہند مولانا محمود حسن اوران کے رفقاء کرام کو تین برس سات مہینے کے بعد بمبئی پہنچا کر رہا کیا گیا۔ بمبئی میں ان کا استقبال کرنے والوں میں ہزاروں عقیدت مندوں کے ساتھ مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور گاندھی جی موجود تھے۔ اس کے بعد آئندہ لائحۂ عمل طے کرنے کے لیے مولانا عبدالباری فرنگی محلی ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مفتی محمد کفایت اللہ اور مسیح الملک حکیم اجمل خاں سے گفتگو ہوئی۔

۹؍جون ۱۹۲۰ء کو خلافت کانفرنس الٰہ آباد میں ''تحریک ترک موالات'' (نان کوآپریشن مومنٹ) شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۹؍جولائی ۱۹۲۰ء کو شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (م۱۹۲۰ء نے ترک موالات کا فتویٰ دیا، جس کو بعد میں مولانا ابوالمحاسن سجاد بہاری نے مرتب کر کے جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے ۴۸۴ دستخطوں کے ساتھ شائع کیا۔ اس فتویٰ کی روشنی میں اوراس کی بنیاد پر خلافت کمیٹی اور کانگریس کے رہنما اور کارکن برطانوی سامراجی حکومت کے مقابلے میں صف آرا ہو گئے۔

۶؍ستمبر ۱۹۲۰ء کو مولانا تاج محمود امروٹ، شریف سندھی کی صدارت میں جمعیۃ علماء ہند کا خصوصی اجلاس، کلکتہ میں منعقد ہوا جس میں مولانا ابوالکلام آزاد نے ترک موالات کی تجویز پیش کی جو اجلاس میں شریک دوسو علماء کرام کی تائید سے بالاتفاق منظور کی گئی۔

۳۱؍اگست ۱۹۲۰ء سے باقاعدہ عدم تعاون کی تحریک شروع کی گئی جو ۵؍فروری ۱۹۲۲ء کو چوراچوری کے بھیانک واقعہ کے بعد گاندھی جی کی تجویز کے مطابق بند کر دی گئی۔ اس تحریک میں تیس ہزار افراد جیل گئے جن میں زیادہ تعداد علماء اور مسلم محبان حریت کی تھی۔

۱۹؍تا ۲۱؍نومبر ۱۹۲۰ء جمعیۃ علماء ہند کا دوسرا اجلاس عام دہلی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت شیخ الہند مولانا محمود حسن نے فرمائی۔ آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں جدوجہد آزادی کی ترغیب کے ساتھ سیاسی جدوجہد کی منتشر طاقت کو کانگریس کے مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی۔

جمعیۃ علماء ہند نے اپنے اس اجلاس میں دوبارہ ترک موالات کی تجویز پاس کی اور صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ حکومت برطانیہ کے ساتھ موالات اور نصرت کے تمام تعلقات رکھنے حرام ہیں۔

۸؍جولائی ۱۹۲۱ء کو کراچی میں خلافت کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس میں شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی نے پوری قوت کے ساتھ صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ حکومت برطانیہ کی اعانت اور ملازمت حرام ہے۔ اس جرأت حق گوئی کی پاداش میں کراچی کا

مشہور مقدمہ چلا جس میں آپ کے ساتھ مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا نثار احمد، پیر غلام مجدد، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، گروشنکرا چاریہ کو دو دو سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔

۸/ اگست ۱۹۲۱ء کو جمعیۃ علماء ہند کا شائع کردہ ترک موالات کا فتویٰ ضبط کرلیا گیا، پھر بھی جمعیۃ علماء ہند خلاف قانون اس فتویٰ کو بار بار شائع کرتی رہی۔

۱۸ تا ۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء کو جمعیۃ علماء ہند کا تیسرا اجلاس لاہور میں ہوا جس کی صدارت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے کی۔ اس اجلاس میں ضبط شدہ فتویٰ کو ضبطی کی مداخلت سے بے پرواہ ہوکر اس کو بار بار شائع کرنے کا اعلان کیا گیا۔ ولایتی مال کے بائیکات کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔

۱۹۲۱ء مالا بار کے موپلہ مسلمانوں کے جوش ایمانی اور مجاہدانہ جذبہ کو ختم کرنے کے لیے برطانوی حکومت نے سخت ترین مظالم کئے، اس موقع پر سب سے پہلے جمعیۃ علماء ہند غریب موپلہ مسلمانوں کی مدد کے لیے سامنے آئی۔ ایک طرف تحقیقاتی وفد روانہ کیا گیا، جس کی رپورٹ ''حوادث مالا بار'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ پورے ملک میں ان مظالم سے آگاہ کر کے عوام کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کی امداد کے لیے پچاس ہزار روپے کی خطیر رقم روانہ کی گئی۔

دسمبر ۱۹۲۲ء میں جمعیۃ علماء ہند کا چوتھا اجلاس گیا میں زیر صدارت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی مہتمم خامس دارالعلوم دیوبند منعقد ہوا۔ جس میں کونسلوں کے مقاطعہ کی تجویز پاس ہوئی۔

۱۹۲۲ء میں برطانوی حکمرانوں کی شاطرانہ سیاست نے ہندوؤں مسلمانوں کے مثالی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور آزادی کے خواب کو چکنا چور کرنے کیلئے شدھی اور سنگٹھن کی تحریکیں شروع کیں جس کے نتیجے میں پورا ملک فرقہ وارانہ فسادات کی لپیٹ میں آ گیا۔ ہر طرف فساد کے شعلے بھڑکنے لگے۔ اس موقعہ پر جمعیۃ علماء ہند نے فسادات کی روک تھام اور ہندو مسلم اتحاد کو برقرار رکھنے کی انتھک کوشش کی۔

جنوری ۱۹۲۴ء میں جمعیۃ علماء ہند کا پانچواں اجلاس کوکناڈا میں ہوا جس میں صدر اجلاس حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نے اپنے خطبہ صدارت میں آزادی کامل کی طرف سب سے پہلے توجہ دلائی۔

۲۶/ ستمبر ۱۹۲۴ء کو دہلی میں پنڈت مدن موہن مالویہ کی صدارت میں اتحاد کانفرنس ہوئی جس میں جمعیۃ علماء ہند نے بھرپور حصّہ لیا اور اس کے اکابر مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ، شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی، سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر مقتدر لیڈروں نے شرکت کی۔

۱۱/ جنوری ۱۹۲۵ء کو جمعیۃ علماء ہند کا چھٹا اجلاس مرادآباد میں ہوا جس کی صدارت کے فرائض مفکر اسلام مولانا ابوالمحاسن سجاد نے انجام دیئے۔ اس اجلاس میں مسلمانوں کی منتشر جماعتوں کے اتحاد پر زور دیا گیا۔ مجاہدین کی سرفروشانہ مساعی حریت میں ان کو ہدیہ تہنیت پیش کیا گیا۔

۱۱ تا ۱۴/ مارچ ۱۹۲۶ء کو جمعیۃ علماء ہند کا ساتواں اجلاس زیر صدارت علامہ سیّد سلیمان ندوی منعقد ہوا جس میں سب سے پہلے مکمل آزادی کی قرارداد منظور کی گئی۔

۱۹۲۷ء میں حکومت ہند کے دستور کی تبدیلی کا سوال پیدا ہوا تو حکومت برطانیہ نے سا کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ اس اعلان کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ آئینی اصلاحات کے مطالبات کا جوش سرد ہو جائے اور ملک کی آزادی کی تحریک کچھ عرصہ کے لیے کھٹائی میں پڑ جائے۔ اس موقع پر سب سے پہلے جمعیۃ علماء ہند نے اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ پشاور ۵/ دسمبر ۱۹۲۷ء میں یہ فیصلہ کیا کہ سا کمیشن کا بائیکاٹ کیا جائے اور کوئی ہندستانی کمیشن سے تعاون نہ کرے۔ اس فیصلے کے بعد کانگریس نے اپنے اجلاس مدراس منعقدہ

۲۶؍دسمبر ۱۹۲۷ء کو جمعیۃ علماء ہند کے فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ ۳؍فروری ۱۹۲۸ء کو جب سائمن کمیشن ہندستان پہنچا تو جمعیۃ علماء ہند اور کانگریس کے متفقہ فیصلے کے مطابق پورے ملک میں پُر امن ہڑتال ہوئی۔ احتجاجی جلسے ہوئے پورے طور پر عدم تعاون کیا گیا، بالآخر ۳۱؍مارچ کو یہ کمیشن ناکام واپس چلا گیا۔

۱۹۲۸ء میں جمعیۃ علماء ہند کے وفد نے آل پارٹیز کانگرنس لکھنؤ میں شرکت کی اور ہندستان کے لیے دستور اصل حکومت کے اس مسودہ پر سخت تنقید کی جس کو ''نہرو رپورٹ'' کہا جاتا ہے۔ اس رپورٹ میں مکمل آزادی کے مطالبہ سے بچنے اور برطانوی حکومت کے زیر سایہ آئینی مراعات حاصل کرنے کی بات کہی گئی تھی۔ جمعیۃ علماء ہند کے رہبروں کی تنقید معقول اور وزنی تھی اس لیے کانگریس نے بھی ۳۱؍دسمبر ۱۹۲۹ء کو اپنے لاہور اجلاس میں اس رپورٹ کو مسترد کر دیا اور مکمل آزادی کی تجویز منظور کی۔ جمعیۃ علماء ہند اس سے پانچ برس پہلے ہی مکمل آزادی کا مطالبہ منظور کر چکی تھی۔

۱۹۲۹ء میں گاندھی جی کے ''ڈانڈی مارچ'' اور نمک سازی تحریک میں جمعیۃ علماء ہند کے رہنما، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی وغیرہ نے شرکت کی۔ دیگر قومی کارکنوں کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کے اکابر مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا سیّد فخرالدین مرادآبادی، مولانا سیّد محمد میاں دیوبندی اور مولانا بشیر احمد بھٹہ وغیرہ بھی گرفتار ہوئے۔ اسی سال جمعیۃ علماء ہند نے بدنام شاردا ایکٹ کی مخالفت کر کے اسے بے اثر کر دیا۔ کیونکہ یہ ایکٹ مسلم پرسنل لاء میں مداخلت تھی۔

۲۲؍اپریل ۱۹۳۰ء کو قصہ خوانی بازار پشاور میں برطانوی حکومت نے سرحد کے غیور پٹھانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ سینکڑوں جوان شہید ہوئے تو جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا مفتی محمد کفایت اللہ اور مولانا محمد نعیم لدھیانوی پر مشتمل وفد تحقیقات کے لیے گیا۔ ظالم حکومت نے وفد کو پشاور جانے کی اجازت نہیں دی تو وفد کے اراکین نے راولپنڈی میں قیام کر کے رپورٹ مکمل کی۔ جب رپورٹ شائع ہوئی تو سامراج اقتدار کے ایوان میں زلزلہ آ گیا۔ حکومت نے رپورٹ کو ضبط کر لیا۔

۳ تا ۵؍مئی ۱۹۳۰ء جمعیۃ علماء ہند کا نواں اجلاس امروہہ میں زیر صدارت مولانا معین الدین اجمیری منعقد ہوا۔ جس میں مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے کانگریس کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کے اشتراک اور تعاون کی تجویز پیش کی جس کی تائید میں شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریریں کیں۔

۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرمانی میں جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا مفتی محمد کفایت اللہ اور اس کے ناظم اعلیٰ مولانا احمد سعید دہلوی کو قانون تحفظ عامہ وبغاوت کے جرم میں گرفتار کر کے قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

۱۹۳۲ء میں جب دوبارہ سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تو جمعیۃ علماء ہند نے بھی کانگریس کی جنگی کونسل کی طرح ''ادارہ حربیہ'' قائم کر کے ڈکٹیٹرانہ نظام جاری کیا، اس ادارہ کی ذمّہ داری مولانا ابوالمحاسن سجاد انجام دے رہے تھے۔

۱۱؍مارچ ۱۹۳۴ء جمعیۃ علماء ہند کے پہلے ڈکٹیٹر مفتی اعظم کفایت اللہ ایک لاکھ افراد کا جلوس لے کر نکلے اور گرفتار کیے گئے۔ جمعیۃ علماء ہند کے دوسرے ڈکٹیٹر شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کو دیوبند سے دہلی آتے ہوئے راستے میں گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، سیّد الملّت مولانا محمد میاں دیوبندی، امام الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی وغیرہم ڈکٹیٹر منتخب ہوتے رہے اور گرفتاریاں دیتے رہے اس تحریک میں تقریباً تیس ہزار مسلمان گرفتار کئے گئے۔

۱۹۳۲ء جمعیۃ علماء ہند نے سول میرج ایکٹ مسلم وغیر مسلم کی باہمی شادی کے قانون پر بے لاگ تنقید کی اور ملک گیر احتجاج کر کے مسودہ اسمبلی میں واپس کرا کے ملک کو ایک بڑے فتنہ سے بچا لیا۔

۱۹۳۲ء میں برطانیہ کے وزیر اعظم نے کمیونل ایوارڈ (فرقہ وارانہ مسائل کا تصفیہ) شائع کیا جس میں صوبہ سندھ کی علیحدگی اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی شامل نہ تھی۔ اس کمیونل ایورڈ کے خلاف جمعیۃ علماء ہند اور کانگریس نے الہ آباد میں یونٹی کانفرنس

کی جس میں متفقہ طور پر سندھ کی علیحدگی اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی کے بارے میں مطالبہ کیا گیا جس کو برطانوی حکومت کو بالاخر تسلیم کرنا پڑا۔

۱۹۳۵ء میں حکومت ہند کا جو دستور بنایا گیا تھا اس میں مسلمانوں کی مذہبی وملّی مشکلات کے حل کے لیے جمعیۃ علماء ہند نے ایک فارمولا پیش کیا۔ یہ فارمولا جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کی میٹنگ منعقدہ ۳۱ر اگست ۱۹۳۱ء میں مرتب ہوا تھا۔ یہ ''مدنی فارمولا'' کے نام سے معروف ہے۔ اگر اس فارمولے کے مطابق دستور بنایا جاتا تو کافی حد تک مسلمانوں کی مشکلات حل ہو جاتیں اور ملک تقسیم نہ ہوتا۔ بہر حال گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے ذریعہ مسلمانوں کو جو مراعات بھی حاصل ہوئیں وہ اسی فارمولے کی بنیاد پر شامل ہوئیں۔ ۲۷-۱۹۳۶ء میں جمعیۃ علماء ہند نے مولانا مفتی کفایت اللہ کی رہنمائی میں صوبہ سرحد کی اسمبلی میں شریعت بل کا مسودہ پیش کر کے پاس کرایا۔ پھر مرکزی اسمبلی میں بھی پیش کرایا مگر مسٹر محمد علی جناح نے ایک دفعہ کا اضافہ کر کے پورے قانون کو بے اثر بنانے کی سعی نامشکور کی تاہم جمعیۃ علماء ہند کی سرگردگی ہی میں ۱۹۳۷ء میں شریعت بل بنایا گیا۔ جو آج تک نافذ ہے۔

۳۷-۱۹۳۶ء میں شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے انگریزی اقتدار کے مقابلہ میں بلا تفریق مذہب وملّت ہندستانیوں کے لیے متحدہ قومیت کی وکالت کی اور کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا۔ اس وقت مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا کی جانب سے مذہب پر مبنی قومیت کے تصورات پیش کیے جا رہے تھے۔ حضرت مدنی اور ان کے ہم خیال علماء کے بارے میں لندن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے لکھا ہے ''یہ لوگ روایتی علماء سے مختلف تھے جواب تک ملت اسلامیہ کی یک جہتی کے علمبردار تھے۔''

۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جمعیۃ علماء ہند نے جبری بھرتی کی پُر زور مخالفت کی اور اعلان کیا کہ جنگ کے سلسلے میں ہم کسی طرح کا تعاون نہیں کریں گے۔

۱۹۴۰ء میں مولانا سیّد محمد میاں دیوبندی کی کتاب علماء ہند کا شاندار ماضی کو ضبط کر لیا گیا اور مصنف کو گرفتار کر لیا گیا۔ جمعیۃ علماء ہند نے اپنے اجلاس مجلس عاملہ منعقدہ ۱۳-۱۴ جولائی میں اسے ایک جابرانہ کارروائی قرار دیا۔

۱۹۴۰ء میں دوسری جنگ عظیم میں تعاون نہ دینے اور جبری بھرتی کی مخالفت کرنے کی وجہ سے جمعیۃ علماء ہند کے رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان حضرات میں مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد قاسم شاہجہان پوری، مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوری، مولانا شاہد میاں فاخری الہ آبادی، مولانا محمد اسماعیل سنبھلی، مولانا سیّد اختر الاسلام استاد مدرسہ شاہی مراد آباد وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۲۳ تا ۲۵ر اپریل ۱۹۴۲ء جمعیۃ علماء کی ایک کانفرنس بچھرایوں میں ہوئی جس میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، نے اپنی تقریر میں پوری قوت کے ساتھ آزادی کے مسئلے کو اٹھایا جس کی پاداش میں ۲۴ر جون ۱۹۴۲ء کو آپ کو اس وقت گرفتار کر لیا گیا جب آپ اتحاد کانفرنس پنجاب میں شرکت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ۴ر جنوری ۱۹۴۳ء کو چھ ماہ کی سزا پوری ہو رہی تھی تو جیل میں ہی دفعہ ۴۴ ڈیفنس آف انڈیا رولس کا نوٹس تعمیل کرا کے غیر محدود عرصہ کے لیے نظر بند کر دیا گیا۔ ۲۶ر اگست ۱۹۴۲ء کو آپ نینی تال جیل الہ آباد سے بلاشرط رہا کیے گئے۔ ۵ر اگست ۱۹۴۲ء کو جب جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے ۴ مقتدر ارکان مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ، مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، سحبان الہند مولانا احمد سعید، مولانا عبدالحلیم صدیقی لکھنوی کے دستخطوں سے ایک اخباری بیان جاری کیا گیا۔ جس میں کھلے لفظوں میں کہا گیا تھا کہ انگریز ہندستان چھوڑ دے'' اس کے بعد ۸ر اگست ۱۹۴۲ء کو کانگریس نے اپنے اجلاس بمبئی میں ''کوئٹ انڈیا'' کی تجویز پاس کی جس کی پاداش میں کانگریس کی طرح جمعیۃ علماء ہند کے رہنما اور ہزاروں کارکن اور رضا کار گرفتار ہوئے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولان سیّد محمد میاں دیوبندی، مولانا نورالدین بہاری، وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی پہلی ہی گرفتار کیے جا چکے تھے۔

۱۹۴۲ء کے بعد جمعیۃ علماء ہند نے نظریہ قیام پاکستان کی پوری قوت کے ساتھ مخالفت شروع کی اور مسلم فرقہ پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جمعیۃ علماء ہند کے اکابر بالخصوص شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی مسلم ں کے ظلم وستم کا نشانہ رہے۔

۴رمئی ۱۹۴۵ء کو جمعیۃ علماء ہند کا چودھواں اجلاس سہارنپور زیر صدارت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء ہند نے مسلم لیگ کے نظریہ تقسیم ہند کے متبادل فارمولا پیش کیا جو مدنی فارمولا کے نام سے مشہور ہے۔

۱۵راگست ۱۹۴۷ء مجاہدین ملّت کی بیش بہا قربانیوں کی بدولت آزادی کا سورج نیم شب کو طلوع ہوا لیکن برطانوی شاطر حکمراں اپنی پھوٹ ڈالنے والی سیاست میں کامیاب ہو چکے تھے۔ اس مبارک گھڑی میں ہندو مسلم اتحاد کی وہ عمارت جس کی تعمیر میں جمعیۃ علماء ہند کے اکابر کی مساعی جمیلہ شامل تھیں وہ لرزہ اندام ہوگئی۔ نفرت کی آندھی میں صدیوں کے پروردہ رشتے کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹ گئے۔ تقریباً اٹھائیس برس میں فرقہ وارانہ یگانگت، مفاہمت اور ملکی اتحاد کا جو سرسبز درخت کھڑا ہوا تھا اس کی جڑیں ہل گئیں۔ اس وقت جب شمالی ہند کے مسلمانوں کے سامنے کربلا جیسے مناظر تھے۔ اس بھیانک تاریکی میں جمعیۃ علماء ہند کے مجاہدین آزادی نے امید کا چراغ روشن کیا، لڑکھڑاتے قدموں کو سہارا دیا، حوصلوں کو بحال کیا اور اس طرح آزادی کے بعد جمعیۃ علماء ہند کی جماعتی تاریخ کا دوسرا باب شروع ہوا۔ ❑❑